کام کر رہی ہیں تاکہ وہاں مسیحی چرچ کی تشکیلِ نو میں اپنا حصہ ڈال سکیں مگر ان دنوں صومالیہ کو مسیحیت سے الگ رکھنے والی اسلامی دیوار میں جو شگاف پڑے ہیں، اُن کی طرف کسی کی توجہ نہیں۔

تاریخی طور پر مسیحیوں نے صومالیہ کو اس لیے نظر انداز کیے رکھا ہے کہ ماضی میں مقامی لوگوں نے اسلام کے سوا دوسرے مذاہب کے خلاف پُر تشدّد مزاحمت کی تھی، تاہم مسیحی اہلِ تحقیق آج کی بدلی ہوئی صورتِ حال میں صومالیہ کو نظر انداز کیے جانے پر حیرت زدہ ہیں۔ سابق سوویت یونین اور صومالیہ کے درمیان تبشیری وسائل کی تقسیم کا یہ حال ہے کہ اس سے پہلے کہ کسی عام صومالی کو ایک مسیحی پیغام ملے، ایک روسی شہری کو دس لاکھ تبشیری پیغامات مل چکے ہوں گے۔ ایک محقّق کے الفاظ میں "آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب کچھ درست ہے، ہم نے صومالیہ کو اس لیے نظر انداز کر دیا ہے کہ یہاں کام از حد مشکل ہے۔ ["بپٹسٹ پریس" کی ایک رپورٹ]

ایشیا

ازبکستان: مذہبی آزادی کے باوجود "تبشیری سرگرمیوں" پر پابندی ہے۔

ازبکستان کی حکومت نے ایک نیا قانون منظور کیا ہے جس کے تحت جملہ روایتی موجودہ مذاہب کو کامل آزادی حاصل ہوگی۔ اس نئے قانون پر بڑے بڑے مذاہب کے رہنماؤں نے اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ اگرچہ اس قانون کی رو سے تبلیغی سرگرمیوں اور اسکولوں میں مذہبی تعلیم کی اجازت نہیں۔ تاشقند کے روسی آرتھوڈوکس آرچ بشپ ولیڈیمیر نے کہا کہ ازبکستان میں "اب مذہب کی کامل آزادی ہے۔ حکام کی جانب سے ہم پر کوئی پابندی اور دباؤ نہیں۔" اس سے ملتے جلتے جذبات کا اظہار ازبکستان کے گیارہ ہزار یہودیوں کے چیف ربی نے کیا ہے۔ مسلمان رہنما جو ستر سال پہلے بند کیے گئے قرآنی مکاتب اور سینکڑوں مساجد کو دوبارہ کھولنا چاہتے ہیں، بھی یہی کہتے ہیں۔ البتہ پروٹسٹنٹ مبلغ اس قانون کی زیادہ تعریف نہیں کر رہے، بالخصوص قانون کی ان دفعات کے سبب جن میں تبدیلیٔ مذہب کے لیے ہونے والی سرگرمیوں پر پابندی ہے۔

تاشقند کے ایک بپٹسٹ نے فرنچ کیتھولک نیوز سروس کو بتایا کہ "حکام کو قانون صرف اس وقت یاد آتا ہے جب وہ ہمارے خلاف اقدام کرنا چاہتے ہیں۔" تاہم کئی غیر ملکی مشاہدین کا کہنا ہے کہ اس نئے قانون کا مقصد ان لوگوں کا راستہ روکنا ہے جو ازبکستان کو اسلامی ریاست بنانا چاہتے ہیں۔

(رپورٹ: One World بحوالہ ماہنامہ، فوکس لیسٹر۔ ستمبر ۱۹۹۲ء)